© rasailojaraid.com

نظرات

جنگ آزادی کے دوران میں کسی ہندوستان کو یہ گمان بھی نہ ہوگا کہ آزادی کے بعد ہمارا ملک نت نئے مسائل سے دوچار ہوتا رہے گا۔ اور آزادی کے لیے جو مجاہدین اپنے خون کی آخری بوند تک قربان کرنے کے لیے ہمہ وقت حاضر و کمربستہ رہے، آزادی ملنے کے بعد ان کے نام لیواؤں کو ڈھونڈنا پڑے گا۔ ہندوستان کو آزادی نصیب ہوئے ایک عرصہ بیت چکا ہے مگر ہم ہندوستانیوں میں سے دورِ غلامی میں دل و دماغ پر جو برے اثرات ڈیرہ جمائے ہوئے تھے وہ پورے طور پر ابھی تک ختم نہیں ہوئے ہیں۔ اور جب ہم اپنے ملک کی آزادی کا پینتالیسواں سالانہ جشن مناتے ہیں تو قدرتی طور پر اس قسم کے سینکڑوں سوالات ہمارے دماغ میں چلبلی مچانے لگتے ہیں کہ کیا ہم نے آزادی حاصل کر کے صحیح معنوں میں جینا سیکھ لیا ہے؟۔ یا برعکس اس کے ہماری حالت حصولِ آزادی سے پہلے والی حالت سے بھی بدتر ہو چکی ہے؟۔ ہم میں قبل آزادی کرپشن، بدانتظامی، فرقہ پرستی کا جو کہیں اکا دکا نام و نشان پایا جاتا تھا وہ آزادی کے پرفضا ماحول میں بجائے بالکل ہی ختم ہو جانے کے اس میں زبردست اضافہ ہو گیا ہے۔ ہر جگہ بدانتظامی، کرپشن، فرقہ پرستی و تعصب و تنگ نظری کا ایسا نظارہ دکھائی دے رہا ہے کہ جیسے کہ ان برائیوں کا اس ملک میں سیلاب سا آگیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس ملک میں دورِ غلامی میں حصولِ آزادی کے بعد ملک میں دودھ کی نہریں بہہ رہی ہوں گی کا خواب دیکھا گیا تھا آج آزادی کے پینتالیسویں سال میں قدم رکھنے سے ذرا پہلے ۹۲-۱۹۹۱ء کا جو سالانہ بجٹ دسویں پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آزاد ہندوستان میں دودھ کی نہریں بہنا تو خام خیالی ہے ہی پینے کے لیے شیر خوار بچوں کو تھوڑا بہت دودھ ہی میسّر ہو جائے تو غنیمت بہت غنیمت والی بات ہے ایک غریب کیا بلکہ اوسط درجہ کے آدمی تک کے لیے کس قدر مشکلات بھری پڑی ہیں، بے روزگاری دُور کرنے کا کوئی مؤثر علاج نہیں سوجھ رہا ہے، مہنگائی کو باوجود ہر انتخاب کے دوران میں عوام سے کیے گئے وعدوں کے، دور کرنا تو کجا اس میں بڑھوتری ہی کی جا رہی ہے جس غریب آدمی کے لیے دو وقت پیٹ بھرنا بھی دوبھر ہو چکا ہے۔

پارلیمنٹ کے انتخابات کو ختم ہوئے دو ڈھائی مہینے ہی بیتنے ہوں گے اس وقت ہر پارٹی نے اپنے اپنے مینوفیسٹو میں عوام سے مہنگائی ختم کرنے کے وعدے کیے تھے اور حکمراں پارٹی نے تو سو دن کے اندر اندر مہنگائی ختم کرنے کا اپنے مینوفیسٹو میں پکا وعدہ کیا تھا مگر وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو جائے۔ الیکشن مینوفیسٹو کے وعدے تو الیکشن میں فتح یابی حاصل کرنے کے لیے بطور ہتھیار استعمال کرنے کے لیے ہوتے ہیں ان کا حقیقت سے کیا واسطہ و تعلق۔؟ یہ بات ثابت کر دی ہے سال ۹۲-۱۹۹۱ء کے بجٹ نے۔

عوام جب کمر توڑ مہنگائی کا رونا روتے ہیں تو انھیں ملک کی خستہ مالی حالت کی طرف متوجہ کر دیا جاتا ہے۔ ملک پر غیر ملکی قرضوں کی جو بھرمار ہے اسے یاد دلایا جاتا ہے۔ اب تک ہندوستان پر ستّر ارب ڈالر کا غیر ملکوں کا قرض ہے اسے چکانے کے لالے پڑے ہوئے ہیں اور اس کے لیے مزید غیر ملکی قرض لینے کی اسکیمیں بنائی جا رہی ہیں کبھی روپیہ کی وقعت کم کی جا رہی ہے تو کبھی ملک کا سونا غیر ملکی بینکوں میں گروی رکھا جا رہا ہے ایک دو نہیں تین تین بار، حکومتِ ہند کی طرف سے یہ سب کیا جا رہا ہے تو اس کی طرف سے اس کے لیے مجبوری بھی بتا دی جاتی ہے کہ حالات ہی ایسے ہو گئے ہیں کہ کسی بھی جماعت کی حکومت کے

© rasailojaraid.com